بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين،

أَمَّا بَعْدُ:

04-18: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:86-91)

سورۃالنساء کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝﴾ (النساء:86)

(اور جب تمہیں کوئی سلام کرے یا دعا دے تو تم اُس سے بہتر انداز میں اُسے جواب دو یا وہی اُس پر واپس لوٹادو، بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے)

سلام کے تعلق سے چند اہم باتیں ہیں - "تحیّت":

(۱) جب آپ کسی کو ویلکم (Welcome) کرتے ہیں ملتے ہیں تو آپ سب سے پہلے کیا کہتے ہیں اُسے تحِیّۃ کہا جاتا ہے۔

(۲) اور جو اسلامی طریقہ ہے وہ ہے سلام کا "السلام علیکم" اور یہ مختصر سا جملہ ہے لیکن معنی بڑا وسیع ہے کہ آپ اپنے مسلمان بھائی سے جب پہلی مرتبہ ملاقات کرتے ہیں یا اُس کے سامنے ہوتے ہیں تو آپ کے منہ سے جو جملہ نکلتا ہے وہ دعا کا جملہ ہے آپ دعا کرتے ہیں اپنے مسلمان بھائی کے لیے کہ اللہ تعالیٰ! میرے اس بھائی کو سلامت رکھ اسے ہر تکلیف سے ہر مصیبت سے ہر آفت سے اور ہر شر سے محفوظ کر دے۔

آپ نے ایک لفظ میں بہت ساری چیزوں کو سمیٹ لیا ہے اور اپنے بھائی کے لیے آپ نے دعا کی ہے کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو۔

(۳) "السّلام" اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے پیارا نام ہے اور اس نام میں ہر خوبی شامل ہے سلامتی کے اعتبار سے بھلائی اور خیر کے اعتبار سے تو آپ جب اپنے مسلمان بھائی سے ملتے ہیں تو مسلمانوں کا جو تحِیّۃ ہے وہ ہے "السلام علیکم"۔

اگر کوئی شخص آپ سے آکر سلام کہے تو اُس کا جواب کیسے دینا چاہیے اس آیت کریمہ میں یہ پیغام ہے:

﴿فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ﴾: اُس سے بہتر اُسے جواب دو یا اُسے واپس کر دو (اُس سے بہتر سنت ہے وہی واپس کرنا واجب ہے یاد رکھیں)

﴿اَوْ رُدُّوْهَا﴾۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص مجلس میں داخل ہوا اور کہا "السَّلَامُ عَلَيكُم"، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا اور فرمایا "عَشرَ" (دس)، پھر دوسرا شخص آیا اور اُس نے مجلس میں داخل ہو کر کہا "السَّلامُ علَيكُم ورَحمةُ اللهِ"، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دینے کے بعد

فرمایا''عِشْرُون''(بیس)، پھر تیسرا شخص آیا اور اُس نے کہا''السَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه''، تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا اور فرمایا: ''ثَلَاثُون''(تیس)۔ تو کیا مطلب ہے '' عَشْرَ، عِشْرُون، ثَلَاثُون''؟ یہ نیکیاں ہیں۔

جس نے کہا: ''السَّلَامُ عَلَيْكُم'': دس نیکیاں ہیں۔

جس نے کہا: ''السَّلَامُ عَلَيْكُم ورَحمَةُ اللهِ'': ایک لفظ زیادہ ہے اس میں بیس نیکیاں ہو گئیں۔

جس نے کہا''وَبَرَكَاتُه'' شامل کر دیا دیکھیں ایک لفظ ہے: ''السَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه'': ایک شامل کیا دس نیکیاں اور مل گئیں۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کتنی وسیع ہے! تو یہ چند الفاظ ہیں لیکن ہر لفظ کی اپنی قیمت ہے اپنی حیثیت ہے تو دس نیکیاں ایک ایک لفظ شامل کرنے میں ہیں۔ اب سنت طریقہ کیا ہے؟ بہترین طریقے سے آپ نے ملنا ہے۔ افضل کیا ہے السلام علیکم یا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؟ دوسرا کیوں زیادہ بہتر ہے؟ کیونکہ آپ کے اس جملے میں تیس نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی ان شاء اللہ۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ نیکیاں کیوں ہیں:

1-اتباع سنت ہے۔

2-آپ جو دعا بھائی کے لیے کر رہے ہیں سلامتی کی سلام بھی ہے، رحمت بھی ہے اور برکت بھی ہے اگر ایک ایک کا دس لے لیں آپ تیس بنتی ہیں کہ نہیں؟!

پہلے سلام ہے صرف (دس)، دوسرے میں رحمت بھی شامل کر دی ہے رحمت کی دعا (بیس)، تیسرے نے برکت کی دعا بھی شامل کر دی ہے یعنی آپ کی زندگی میں سلامتی ہو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں اور برکتیں ہوں اور کیا چاہیے آپ کو؟! آپ کو ایک شخص ملتا ہے کہتا ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ دوسرا ملتا ہے وہ کہتا ہے، تیسرا ملتا ہے آپ دن میں سو بندوں سے ملتے ہیں سو بندے آپ کو یہ دعا کرتے ہیں آپ جیسا کوئی ہے؟! مسلمان بھائی جو آپ کے لیے دعا کر رہا ہے اُس کو اُجر بھی مل رہا ہے اور پھر ایک فرشتہ مقرر کر دیا جائے گا جو کہے گا: ''وَلَكَ بِمِثْلٍ'' (تمہارے لیے بھی یہی دعا ہے (وہ الگ ہے کیونکہ سلام میں ہے دعا اصل میں))۔

اور: ﴿إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ﴿٨٦﴾﴾: (کمال ہے) کہ یقیناً بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے۔

ایک لفظ کا بھی حساب ہو گا دیکھیں نا جزاء مل رہی ہے نا! اسی طریقے سے اگر آپ نے مسلمان بھائی کو تکلیف پہنچائی ہے پھر آپ کو تیار رہنا ہے کہ اس کی سزا بھی ہو گی۔ جب مسلمان بھائی کے لیے بھلائی کا کوئی کام کرتے ہیں اگرچہ وہ زبان سے دعائیہ الفاظ ہی کیوں نہ ہوں سلام میں اس لیے بعض ترجموں میں دعا لکھا ہے کیوں دعا لکھا ہے؟ کیونکہ سلام ہے ہی دعا۔

ہم میں سے کتنے ہیں جو جانتے ہیں جب ہم کہتے ہیں **السَّلَامُ عَلَيْكُم** ہم دعا کر رہے ہوتے ہیں؟!

ہم سمجھتے ہیں کہ عادت کے طور پر ایک سنت پر عمل کرنا ہے بس، نہیں! حقیقت اس سے بڑی ہے بہت گہرا معنی ہے، اس لیے مسنون ہیں کیونکہ آپ دعا کر رہے ہیں اور دوسرا بھی آپ کو دعا ہی دیتا ہے۔

اور سنت طریقہ یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں"السَّلَامُ عَلَيكُم"جواب میں"وَعَلَيكُم السَّلَامُ وَرَحمَةُ اللهِ"۔

﴿بِأَحْسَنَ مِنْهَآ﴾:ردّ کیسے کرنا ہے﴿بِأَحْسَنَ مِنْهَآ﴾کیسے ہوگا؟ایک لفظ آپ بڑھادیں گے۔

﴿أَوْ رُدُّوهَا﴾:"السَّلَامُ عَلَيكُم ، وَعَلَيكُم السَّلَامُ": وعلیکم السلام کی حد تک واجب ہے اور مزید الفاظ اس میں شامل کرنا ﴿بِأَحْسَنَ مِنْهَآ﴾ وہ مستحب ہے مسنون ہے۔اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے یہاں تک کہ آپ کے جو الفاظ ہیں دعا کے ایک لفظ بھی زیادہ ہے اس کا بھی آپ کو اُجر ملے گا ضائع وہ بھی نہیں ہوگا(سبحان اللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (النساء:87) (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں مگر وہی ہے)

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ﴾ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں مگر وہی ہے۔

﴿لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾: وہ تمہیں ضرور جمع کرے گا اکٹھا کرے گا قیامت کے دن کی طرف۔

﴿لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾:اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے قیامت کا دن حق ہے ہو کر رہے گا اور تمہیں جمع بھی کیا جائے گا دوبارہ زندہ کرے گا اور تمہیں قیامت کے دن حساب کے لیے کھڑا کر دے گا۔

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿٨٧﴾﴾:اور اللہ تعالیٰ سے کون بڑا سچا ہے بات کرنے میں حدیث میں۔

اس خبر میں تین چیزیں نوٹ کر لیں:

1-پہلے ہے توحید عبادت کا پیغام "لاالہ الاّاللہ"کا معنیٰ:﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾: برابر ہے"لاالہ الاّاللہ"۔

اس میں ابتداءاللہ تعالیٰ کے نام سے ہوئی ہے اللہ کے بابرکت نام سے:﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ﴾:کوئی بھی سچا معبود نہیں مگر وہی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں ہے،اور جب ضمیر سے ہم بات کرتے ہیں تو اس معنیٰ کی تاکید زیادہ ہو جاتی ہے۔

اعرف المعارف جو ہیں(سب سے زیادہ معرفت)وہ ضمائر ہوتے ہیں(ضمیر)،یہاں پر﴿هُوَ﴾اللہ تعالیٰ کی طرف یہ ضمیر ہے کہ یقینی بات ہے تاکید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور اسی ربّ نے ہی حساب لینا ہے باریک بینی تک حساب ہوگا مثقال ذرّۃ کو تولا جائے گا اس کا بھی حساب ہوگا چاہے خیر کا ہو یا شر کا ہو۔

2-اور پھر﴿لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾:اصل جملہ ہے کہ اس میں قسم ہے جو ظاہر نہیں ہے"وَاللهِ لَيَجْمَعَنَّكُمْ"۔

لام جو ہے اسے موطئۃ للقسم کہتے ہیں قسم کے لیے استعمال ہوتی ہے(تاکید کے لیے ہے اور قسم کے لیے زیادہ استعمال ہوتی ہے)،یقیناً اللہ تعالیٰ تم سب کو دوبارہ زندہ کرے گا اور قیامت کے دن کی طرف تمہیں دوبارہ زندہ کر کے اکٹھا کرے گا:﴿لَا رَيْبَ فِيْهِ﴾:کوئی بھی شک وشبے کی بات نہیں ہے۔

3-اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی سچا بھی نہیں ہے۔

یہ خبر اللہ تعالیٰ نے دی ہے:

(۱)مرنے کے بعد دوبارہ زندہ بھی ہونا ہے اور حساب بھی دینا ہے۔

(۲)دوبارہ زندگی پر اور روز محشر پر قیامت کے دن پر شک کرنا کفر ہے اس میں شک کی گنجائش بھی نہیں ہے۔

(۳)آخرت کے تعلق سے عقیدے کا اصول ہے "الإیمان بالیوم الآخر": بعث بھی ہے، اس میں روز محشر بھی ہے قیامت کے دن کا ذکر بھی ہے اور جو اس کے خلاف کوئی بات کرتا ہے کوئی خبر پھیلاتا ہے وہ جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے وہی سچ ہے اور کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچا ہو ہی نہیں سکتا۔

(۴)پیغام دینے والا اللہ تعالیٰ ہے جسے پیغام دیا جارہا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور مخلوقات میں سب سے سچے ہیں اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسول علیہم الصلاۃ والسلام اور سب سے افضل ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اب یہ پیغام جو تمہارے سامنے آیا ہے لاإلہ إلَّا اللہ سے جو شروع ہوا ہے: ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾: پھر بعث ہے جمع ہونا ہے اور روز محشر ہے کیا تمہارے دل پر کوئی فرق پڑتا ہے کہ نہیں اس پیغام سے؟ اور تمہارا عقیدہ جو ہے اس میں جو غلطی ہے یا اس میں جو خلل ہے وہ درست ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا ہے؟ اب انسان کے پاس کیا راستہ رہا ہے کہ وہ انکار کرے یا اپنے عقیدے کو درست نہ کرے (سبحان اللہ)۔

کلمہ توحید سچ کا کلمہ ہے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی سچا نہیں ہے، مرنا بھی ہے پھر دوبارہ زندہ بھی ہونا ہے پھر حساب بھی دینا ہے اور حساب بھی ربّ نے ہی لینا ہے، اور اس پر کافر کو بھی شک نہیں ہے کہ اس نے مرنا ہے۔ مرنے پر کسی کو شک ہے؟ نہیں ہے۔

توجب مرنے پر تمہیں یقین ہے تو مرنے کے بعد زندگی تمہیں شک کیوں ہے جبکہ پیدا اللہ تعالیٰ نے کیا ہے حساب اللہ تعالیٰ نے لینا ہے؟!

اس لیے بعض جو مشرکین ہیں اور جو انکار کرتے ہیں دوبارہ زندگی کا صرف ہٹ دھرمی کی وجہ سے کرتے ہیں:

(۱)آج یہودی بھی جانتا ہے کہ اس نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے، نصرانی بھی جانتا ہے۔

(۲)اور یقیناً یہ بھی جانتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں تورات اور انجیل میں ذکر ہے۔

انکار کرنے کی وجہ کیا ہے؟ ہٹ دھرمی ہے (نعوذ باللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۸۸﴾ (النساء:88)

﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ﴾: اے مومنو! تمہیں کیا ہو گیا ہے (یہ خطاب صحابہ کرام کے لیے ہے) ﴿فِي الْمُنٰفِقِيْنَ﴾ منافقوں کے بارے میں ﴿فِئَتَيْنِ﴾ تم دو گروہ ہو گئے ہو۔

﴿وَاللّٰهُ اَرۡكَسَهُمۡ بِمَا كَسَبُوۡا﴾:اوراللہ تعالی نے انہیں اوندھا کر دیا اُس کے سبب جو انہوں نے کمایا اور کیا ہے۔

﴿اَتُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَهۡدُوۡا مَنۡ اَضَلَّ اللّٰهُ﴾: کیا تم چاہتے ہو کہ تم اسے ہدایت دے دو جسے اللہ تعالی نے گمراہ کیا ہے۔

﴿وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ﴾:اور جس کو اللہ تعالی گمراہ کر دے۔

﴿فَلَنۡ تَجِدَ لَهٗ سَبِيۡلًا ۝٨٨﴾: تو اس کے لیے کوئی ہدایت کی راہ یا راستہ نہ پاؤ گے۔

یہ پیغام جو ہے جنگ اُحد کے تعلق سے ہے اور یعنی ہے منافقین کے تعلق سے تو جنگ اُحد میں ایک مسئلہ ہوا اور کچھ منافقین جو ہیں انہوں نے ایک اور راستہ اختیار کیا کہ وہ مکہ سے آتے مدینہ کی طرف جھوٹا کلمہ پڑھ کر واپس چلے جاتے تھے مکہ کی طرف پھر وہاں پر مشرکین کے ساتھ رہ کر مسلمانوں کے خلاف اکساتے تھے مشرکین کو اُن کا ساتھ دیتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے خلاف۔

تو ان کے تعلق سے جو مسئلہ ہوا جنگ اُحد میں کچھ لوگ جو تھے وہ لشکر کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور پھر عین موقع پر جا کر الگ ہو گئے، عبداللہ بن اُبی بن سلول اور ساتھ کچھ ساتھی تھے انہوں نے کہا کہ اب تو جنگ پکی ہے اور کیونکہ کلمہ تو انہوں نے جھوٹا پڑھا ہوا تھا تو اس لیے وہ الگ ہو گئے، جب الگ ہو گئے تو بعض صحابہ نے کہا کہ یہ ہمارے دشمن ہیں کیونکہ یہ ہمیں دھوکا دے رہے ہیں عین وقت میں تو یہ ہمیں مزید کمزور بھی کر رہے ہیں تو ان کے خلاف بھی قتال کرنا چاہیے مشرکین کی طرح اب تلوار ان کے خلاف بھی اٹھے گی۔

اور بعض نے کہا نہیں! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟! ہمارے ساتھ چلے ہیں کلمہ پڑھتے ہیں نماز پڑھتے ہیں ہمارے ساتھ ہم ان کو کیسے قتل کر سکتے ہیں؟! آپس میں اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ اسی کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿فَمَا لَكُمۡ فِى الۡمُنٰفِقِيۡنَ فِئَتَيۡنِ﴾:ان منافقوں کے تعلق سے آپس میں تم کیوں دو گروہ ہو گئے ہو؟ ﴿وَاللّٰهُ اَرۡكَسَهُمۡ بِمَا كَسَبُوۡا﴾: جبکہ اللہ تعالی نے اُن کو اوندھا کر دیا ہے یعنی وہ جہاد کے قابل ہی نہیں ہیں۔

دیکھیں میں نے کہا ہے کہ عمل صالح کی توفیق ہوتی ہے، جو چاہتا ہے اللہ تعالی اُسے توفیق دیتا ہے اور جو نہیں چاہتا اُسے توفیق ہی نہیں ہوتی؛ اب صحابہ نے چاہا ہے تو انہیں توفیق ملی ہے، یہ بھی ظاہراً صحابہ کے ساتھ ہی تھے اور جنگ میں پیش قدم تھے جب لشکر کو دیکھا پتہ چلا کہ اب یقینی جنگ ہونے والی ہے پیچھے چلے گئے اب جیسا کہ وہ الٹے قدم چلے گئے تو لفظ بھی وہی ہے: ﴿اَرۡكَسَهُمۡ﴾: اللہ تعالی نے اُن کو اُلٹا کر دیا اوندھا کر دیا جیسا کہ وہ واپس چلے گئے۔ یہ ہوا کیوں ہے؟ ﴿بِمَا كَسَبُوۡا﴾: جو انہوں نے کمایا اور کیا ہے (اُن کا عمل)۔

اُن کا عمل کیا ہے؟ وہ نفاق ہے دل سے جھوٹا کلمہ پڑھا ہے اب اُن کے عمل نے کہ جب دل میں کھوٹ ہو تو جسم ساتھ نہیں دیتا۔

دیکھیں ایک متقی موحد کا جو ایمان ہے اُس کے ساتھ قدم بھی چلتے ہیں اور ہاتھ بھی کام آتے ہیں تلوار بھی اٹھتی ہے اور دشمن کا مقابلہ بھی ہوتا ہے اور جس کے دل میں ایمان ہو ہی نہیں شروع سے تو کہاں اُس کے قدموں نے ساتھ دینا ہے یا ہاتھ نے ساتھ دینا ہے؟! اس لیے وہ پیچھے ہٹ گئے۔ تو اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ جو انہوں نے کیا ہے (اِن منافقین نے) اللہ تعالی نے خود انہیں پیچھے کر دیا ہے اُن کے عمل کے سبب وہ اس قابل نہیں ہیں کہ اتنا بڑا جو فریضہ ہے جہاد کا اس میں وہ شامل ہوں یا وہ کر سکیں۔

﴿اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ﴾: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم انہیں راہ راست پر لے کر ہدایت دو جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے؟! اللہ تعالیٰ نے ان کو گمراہ کیا ہے کیونکہ انہوں نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا ہے۔

دیکھیں اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو گمراہ کیا ہے تو وہ گمراہ ہی ہیں بیچارے!

وہ بیچارے نہیں ہیں اُن کو پتہ ہے کہ ایمان کیا ہے کفر کیا ہے توحید کیا ہے اور شرک کیا ہے سنت کیا ہے بدعت کیا ہے وہ سب جانتے ہیں اس کے باوجود بھی انہوں نے نفاق کا راستہ اختیار کیا ہے ظاہراً اپنی جان ومال کو محفوظ کرنے کے لیے، اور تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کی امان میں آجائیں اور اُن کے خلاف کوئی کاروائی نہ ہو تو اپنے آپ کو محفوظ کر لیا ہے لیکن ایمان ذرّہ برابر بھی اُن کے دل میں نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو گمراہ کر دیا کیونکہ وہ خود گمراہ ہونا چاہتے ہیں؛ اس سے اگلا جملہ دیکھیں:

﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ﴾: اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے۔

﴿فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿٨٨﴾﴾: تو اس کی ہدایت کا کوئی راستہ نہ پاؤ گے نہ کبھی ہو سکتا ہے۔

اس لیے دیکھیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بعض اوقات رنجیدہ ہو جاتے تھے غمزدہ ہو جاتے تھے اور بہت فکر مند ہو جاتے تھے یہاں تک کہ اتنی شدید یعنی غم اور تکلیف میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ﴾ (کیا آپ اپنے آپ کو ہلاک کر دیں گے اگر وہ ایمان نہیں لے کر آتے (اتنا فکر مند کیوں ہیں آپ؟!)) (الکھف:6)۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے وہ ہدایت یافتہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے عذاب سے بچ جائیں، تو اللہ نے فرمایا ہے کہ دلوں کی ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ راست پر لے کر نہیں آسکتا (سبحان اللہ)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٨٩﴾﴾ (النساء:89)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ﴾: وہ پسند کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کون؟ منافقین۔

ذکر کس کا ہو رہا ہے منافقین کا ہو رہا ہے نا؟ سیاق اور سباق اسی کا ہے: ﴿وَدُّوْا﴾ھم: انہوں نے چاہا ہے وہ پسند کرتے ہیں ﴿لَوْ تَكْفُرُوْنَ﴾: کہ تم لوگ بھی کافر ہو جاؤ، ﴿كَمَا كَفَرُوْا﴾: جیسے انہوں نے کفر کیا ہے۔ منافق کبھی خوش نہیں تھے صحابہ کرام کے ایمان پر اُن کے تقویٰ پر ہمیشہ وہ یہی چاہتے کہ کسی طریقے سے ان کے قدم ڈگمگا جائیں اور ہماری طرف جو ہیں یہ بھی چلے آئیں۔

﴿فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً﴾: تاکہ تم لوگ بھی اُن کے برابر ہو جاؤ کس چیز میں کفر میں؟ (نعوذ باللہ)۔

اس لیے جو منافقین تھے بڑی کوشش کرتے تھے:

(۱) جنگ اُحد میں دیکھیں کیسے پیچھے ہٹ گئے۔

(۲) پھر حادثة الإفك جو ہے سیدہ عائشہ پر جوانہوں نے زنا کی تہمت لگائی (نعوذ باللہ) اس میں دیکھیں کیسے انہوں نے بڑی کوشش کی کہ کچھ صحابہ بھی اس میں شامل ہو جائیں۔

تو ہمیشہ اسی چیز میں رہتے کہ وہ کسی ذریعے سے ان صحابہ کو جو ہے اپنے ساتھ کفر میں شامل کر لیتے تاکہ وہ بھی ان کے برابر ہو جاتے جبکہ وہ خود یقیناً جانتے ہیں کہ وہ کافر ہیں (سبحان اللہ)۔

﴿فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ﴾: اللہ تعالیٰ نے حکم دیا صحابہ کرام کو کہ ان کو اپنا دوست مت بناؤ۔

دیکھیں ایک شخص آپ کے ساتھ نماز پڑھتا ہے آپ کے ساتھ بیٹھتا ہے اٹھتا ہے پھر روزہ بھی کبھی رکھ لیتا ہے ظاہراً تو آپ کے ساتھ ہے آپ جیسا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو ایسے منافقین ہیں نا کچھ نشانیاں معروف ہیں جو فجر کی نماز میں نہیں آتے تھے صحابہ کہتے منافق ہے۔

باجماعت جب فجر کی نماز کے لیے نہیں آتے تھے نا تو پتہ چلتا ہے منافق ہے اس لیے بعض صحابہ جو ہیں شدید تکلیف میں بھی مسجد میں نماز پڑھتے کیوں؟ تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ بھی منافقین میں سے ہو (سبحان اللہ) یہاں تک کہ جب تکلیف ہوتی تھی تو دو لوگوں کا یعنی کندھے پر سہارا لے کر بھی مسجد میں آتے تھے نماز پڑھنے کے لیے کیونکہ یہ بات معروف تھی صحابہ کرام کے بیچ میں کہ جو فجر کی نماز میں نہیں آتا ان کا شمار یہ نشانی تھی اُن منافقین کی کیونکہ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے اُن کو پردے میں رکھا ہے۔

یعنی صرف اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ تھا وحی کے ذریعے کون ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حذیفہ کو اپنا رازدار بنایا تھا اس معاملے میں سیدنا حذیفہ جانتے تھے کہ کون سے منافقین ہیں کون نہیں ہیں (سبحان اللہ) اور باقی تو نہیں جانتے تھے تو اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے: ﴿فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ﴾: وہ جو ہٹ گئے تھے پیچھے جنگ اُحد میں تو پتہ چل گیا کون ہیں اِن سے ہٹ جائیں بچیں اور دوسروں کو بھی دیکھیں اگر کوئی چند ایسی علامات ہیں منافقین کی یا نفاق کی تو ان کے ساتھ دوستی مت رکھو: ﴿فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ﴾: ان میں سے ان کو دوست نہ بناؤ کب تک؟

﴿حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾: جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔

یہ اُن منافقین کا ذکر ہے جو میں نے کہا کہ کلمہ پڑھ کر مکہ سے آتے تھے واپس چلے جاتے تھے تو اب جب تک وہ ہجرت نہیں کرتے واپس نہیں آتے تھے اب پتہ تو نہیں ہے باقی اُن کی حالت تو نہیں جانتے آپ وہ ظاہراً تو اسلام قبول کر کے گئے ہیں کلمہ پڑھ کر گئے ہیں وہاں پر اُن کے کیا حالات ہیں کوئی پتہ نہیں ہے تو جب تک وہ ہجرت نہیں کرتے آپ کے ساتھ واپس نہیں لوٹتے تو ان کو دوست مت بناؤ۔

﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ﴾: اگر وہ منہ موڑ لیتے ہیں یعنی ایمان سے کفر اُن کا ثابت ہو جاتا ہے۔

سمجھیں ذرا ابھی بات ہو رہی تھی منافقین کی اب بات ہو رہی ہے کفر کی کہ جب وہ ہجرت کر کے آجائیں اور وہ منہ موڑ لیں ایمان سے تو پتہ چل گیا کافر ہیں نا اب ایسی صورت میں: ﴿فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ﴾: اگر وہ منہ موڑ لیں تم جہاں کہیں انہیں پاؤ پکڑو اور قتل کرو، اب ان کے خلاف جو کافر ہیں نفاق ان کا جو ہے پردہ اٹھ گیا کفر واضح ہو گیا اب اُن کے خلاف جنگ اور قتال ہے۔

﴿وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيرًا ﴿٨٩﴾﴾: پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اُن کو مت بناؤ اپنا دوست اور نہ ہی مدد گار۔
یہ تمہارے مدد گار نہیں ہیں تمہارے دوست نہیں ہیں یہ منافق ہیں نفاق اُن کا کھل گیا ہے یہ کافر ہیں اور کفران کو واضح ہو گیا ہے اب یہ جنگ کے قابل ہیں دوستی کے قابل نہیں ہیں۔

اب استثناء دیکھیں:

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ﴾ (النساء:90)

((استثناء ہے) مگر جو لوگ تعلق رکھتے ہیں ایسی قوم سے کہ تمہارے اور اُن کے درمیان میں کوئی معاہدہ ہے)

﴿اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿٩٠﴾﴾: چند پیارے پیغام ہیں سنیں ذرا:

اب یہ جو ہیں جن کا کفر واضح ہو گیا اور نفاق کا پردہ فاش ہو گیا قتال کرنا اُن کے خلاف اُن کو دوست مدد گار نہیں بنانا ہے، اب استثناء ہے کہ اب ان کے ساتھ قتال نہیں کرنا، یہ جو کافر منافقین جن کا کفر واضح ہو گیا ظاہر ہو گیا ان کے خلاف قتال نہیں کرنا یہ استثناء ہے یہ دو قسم کے لوگ ہیں:

1-پہلی قسم کے: ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ﴾: اِلّا کہ وہ لوگ جو اُن کے ساتھ ہیں جن کا آپ لوگوں کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے۔

ہیں کافر وہ بھی لیکن معاہدہ ہے جیسے صلح حدیبیۃ میں ہوا تھا کہ جو مشرکین تھے ایک طرف اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ ایک طرف تھے معاہدہ ہوا کچھ جو قومیں تھیں وہ قریش کے ساتھ مل گئیں اور کچھ جو ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاہدے میں آ گئیں، تو جو مشرکین کے ساتھ معاہدے میں آ گئی ہوں اُن میں سے کچھ منافقین بھی تھے جن کا کفر ظاہر ہو گیا ہے وہ بھی ان مشرکین کے ساتھ شامل ہو گئے جو اس معاہدے میں ہیں تو ان کے ساتھ قتال نہیں کرنا کیونکہ معاہدہ موجود ہے ناعہد و پیمان ہے اس کی پاسداری کرنی ہے۔

یہ ایک قسم کی قوم ہے کہ اب جس کا کفر واضح ہو گیا لیکن قتال نہیں کرنا۔

2-دوسرے: ﴿اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ﴾: یا وہ آ تو گئے تمہارے خلاف جنگ کرنے کے لیے لیکن اُن کے سینے تنگ ہیں: ﴿اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ﴾: کہ تمہارے خلاف قتال (جنگ) کریں یا اپنی قوم کے خلاف کریں کیا کریں؟!

اب وہ بیچ میں آ گئے ہیں پریشان ہیں لڑنا بھی چاہتے ہیں نہیں بھی لڑنا چاہتے کہ تمہارے ساتھ کھڑے ہو کر لڑیں اُن کے خلاف یا اُن کے خلاف کھڑے ہو کر تمہارے ساتھ لڑیں، وہ چاہتے نہیں ہیں قتال میں شامل ہونا اُن کے دل تنگ ہیں ان کے سینے تنگ ہیں؛ یعنی ان کے خلاف بھی قتال نہیں کرنا کیونکہ چاہتے نہیں ہیں مجبوری میں آئے ہیں۔

جیسے سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں جنگ بدر میں نہیں چاہتے تھے مشرکین کے ساتھ ہوں لیکن مجبور تھے کیونکہ سرداروں میں سے تھے اُن کو بھی لایا گیا جبکہ ایمان وہ چھپاتے تھے، سیدنا عباس نے بعد میں کلمہ پڑھا ہے جنگ بدر میں اُن کو جنگی قیدی بنایا گیا تو یہی وجہ تھی کہ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جنگ میں شامل ہوتے ہیں جن کا ایمان ظاہر نہیں ہے یا کفر واضح ہے لیکن اُن کے سینے تنگ ہیں آپ کے خلاف قتال نہیں کرنا چاہتے جنگ نہیں کرنا چاہتے لیکن میدان جنگ میں مشرکین کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں۔اب کون جانتا ہے کس کے دل میں کیا ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے نا، اب اللہ تعالیٰ یہ پیغام دے رہا ہے کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جب تمہیں پتہ چل جائے کہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں تو اُن پر ہاتھ نہیں اُٹھانا ان کے خلاف قتال نہیں کرنا، اسی لیے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر کے موقع پر سیدنا عباس کو قتل نہیں کیا انہیں جو ہے نا قیدی بنایا تھا اور بعد میں انہوں نے پھر اپنے اسلام کو ظاہر بھی کیا تھا۔

﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ﴾: اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو آپ پر مسلط کر دیتا وہ بھی تمہارے خلاف قتال کرتے۔

یعنی وہ قتال کے لیے نہیں آئے وہ صف میں تو کھڑے ہیں مشرکین کی لیکن اندر سے اُن کے سینے تنگ ہیں وہ تلوار نہیں اُٹھانا چاہتے تمہارے خلاف، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ بھی تلوار اُٹھا کر تمہارے خلاف قتال کرتے جب انہوں نے ایسا نہیں کیا تو اُن کا حکم اور ہونا چاہیے، اُن کافروں کے خلاف قتال کرو یہ تمہیں قتل کرنے کے لیے آئے ہیں جنگ کے لیے آئے ہیں، جو لوگ نہیں چاہتے اُن کا حکم الگ ہے وہ استثناء میں شامل ہیں اُن کے خلاف قتال مت کرو؛ آگے دیکھیں:

﴿فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ﴾: اگر وہ الگ ہو جائیں مشرکین سے اور تمہارے خلاف قتال نہ کریں۔

﴿وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ﴾: اور وہ صلح کا پیغام بھی تمہاری طرف بھیج دیں۔

﴿فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝٩٠﴾: تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اُن پر کوئی بھی ستانے کی یا کسی سزا کی یا قتال کی راہ نہیں چھوڑی۔

یعنی اُنہیں تکلیف مت پہنچاؤ اب وہ جنگ سے بھی الگ ہو گئے ہیں تمہارے خلاف قتال بھی نہیں کرتے اب صلح کا پیغام بھی آ گیا ہے کہ ہم صلح چاہتے ہیں ہمارے سینے تنگ ہیں تمہارے خلاف قتال نہیں کرنا چاہتے تو پھر ایسی صورت میں اُن کے خلاف قتال نہ کرو اور اُن کو چھوڑ دو۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝٩١﴾ (النساء:91)

اور دوسری قسم کے لوگ جو ہیں اُن کے بارے میں یہ پیغام ہے اللہ تعالیٰ کا:

﴿سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ﴾: اور تم لوگ پاؤ گے کچھ اور لوگ اِن کے علاوہ (ہیں یہ بھی کافر کافروں کی صف میں یہ بھی کھڑے ہیں کفار کے ساتھ یہ بھی کافر ہیں۔

﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ﴾: وہ تم سے بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں اپنی قوم سے بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں۔
آپ سے قتال نہیں کرنا چاہتے امن چاہتے ہیں اور اپنی قوم سے بھی امن چاہتے ہیں ورنہ پھر پتہ چلے گا کہ یہ ایمان چھپاتے ہیں وہ قتل کردیں گے تو اُن کی ایک علامت ہے پتہ لگے گا کہ یہ کون ہیں کس طرف زیادہ ہیں۔

﴿كُلَّمَا رُدُّوْا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا﴾: جب کبھی فتنے فساد کی طرف بلائے جاتے ہیں تو اُس میں پلٹ جاتے ہیں۔
تو اُن کو دیکھو اُن کا کردار کیا ہے فتنے فساد میں سب سے آگے ہوتے ہیں اس کا مطلب ہے شر پسند ہیں کہ نہیں؟
امن تو چاہتے ہیں آپ لوگوں سے لیکن ظاہراً چاہتے ہیں اپنے بچاؤ کے لیے حقیقتاً موقع ملا تو تمہیں چھوڑیں گے نہیں یہ کیونکہ فساد میں آگے ہوتے ہیں فساد چاہتے ہیں: ﴿كُلَّمَا رُدُّوْا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا﴾: اُس میں پلٹ جاتے ہیں۔

﴿فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ﴾: اب یہ دو چیزیں لازم ہیں:
(۱) اگر وہ تم سے کنارہ کشی نہ کرلیں تمہیں چھوڑ نہ دیں جنگ میں میدان میں۔
(۲) اور صلح کا پیغام نہ بھیجیں۔
(۳) تیسرا ہے ﴿وَيَكُفُّوْا اَيْدِيَهُمْ﴾: اپنے ہاتھ نہ روکیں قتال سے۔
یہ تین چیزیں ہیں اگر ایسا نہیں کرتے فتنے فساد میں وہ آگے ہوتے ہیں اور مشرکین کے ساتھ بھی ہیں جنگ کرنے کے لیے اب تو پکی بات ہے کہ قتال ہی چاہتے ہیں اب ایسی صورت میں:

﴿فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ﴾: تو انہیں پکڑو انہیں قتل کرو جہاں پر انہیں تم پاؤ۔
کیونکہ میدان جنگ ہے اب جنگ میں تو یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ تم ذرا ٹھہرو میں ذرا تھوڑا پانی پی لوں اور تھوڑا سا ریسٹ کرتا ہوں پھر تمہیں قتل کرتا ہوں ایسا نہیں ہوتا! اس لیے جہاں پر بھی پاؤ انہیں قتل کرو۔ یہ میدان جنگ کی بات ہو رہی ہے یہ نہیں ہے کافر کہیں بھی چل رہا ہے کہیں پر بھی پکڑ کر اُسے قتل کردو جیسے بعض لوگوں نے یہ شبہ نکالا ہے قرآن مجید کا کہ قرآن مجید میں پیغام ہے کہ جہاں پر کافر ملے قتل کردو؛ کہاں ہے؟ یہ سورۃ میں دیکھیں، قرآن مجید میں سورۃ النساء میں ہے سورۃ التوبہ میں ہے کہ جہاں پر کافر ملے قتل کرو۔ میرے بھائی "جہاں پر ملے میدان جنگ میں"۔ اور جنگ میں ہمیشہ کافر کو بھی دیکھ لیں جب میدان جنگ میں ہوتے ہیں تو اس میں جہاں پر کوئی ملتا ہے نا مخالف قتل کرتے ہیں یا اُسے پانی پلاتے ہیں بٹھاتے ہیں یا اُسے ویلکم (Welcome) کرتے ہیں سینے سے لگاتے ہیں کیا کرتے ہیں؟! میدان جنگ میں قتل ہی ہوتا ہے تم نہیں مارو گے وہ تمہیں ماردے گا نا جنگ کا تو یہی معاملہ ہوتا ہے نا!
اس لیے جہاں پر بھی: ﴿وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ﴾ (النساء:89)، ﴿حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ﴾ (النساء:91): یہ میدان جنگ کی بات ہو رہی ہے کہ میدان جنگ میں آئے ہیں آمنا سامنا ہوا ہے یہاں پر قتال کی بات ہو رہی ہے تو اگر تمہیں موقع ملے تو تم قتل کرو نہیں تو پھر وہ تمہیں قتل کردے گا یہ بات ہوتی ہے۔

تو یہ تین چیزیں ہیں: (۱) اگر وہ میدان نہیں چھوڑتے۔ (۲) اور وہ امن کا پیغام نہیں بھیجتے صلح نہیں کرتے تم لوگوں سے۔ (۳) اور اپنے ہاتھ نہیں روکتے تمہارے خلاف قتال کرنے سے: ﴿فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ﴾: جہاں پر انہیں تم پاؤ قتل کرو انہیں پکڑو۔ ﴿وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿٩١﴾﴾: اور یہی لوگ ہیں جن پر ہم نے تمہیں کھلی سند اور حجت دی ہے ان ہی کے خلاف قتال کیا جاتا ہے۔

کمال ہے میرے بھائیو! دیکھیں بات ہو رہی ہے کافروں کے قتال کی دیکھا ہے اللہ تعالیٰ کا حکم انسٹرکشنز (Instructions) دیکھی ہیں کہ کس کو قتل کرنا ہے کس کو نہیں کرنا ہے، کیا شرط ہونی چاہیے، کیا ہونا چاہیے کیا نہیں ہونا چاہیے یا کافروں کو پکڑ کر بس قتل ہی کرنا ہے ہر وقت ہر جگہ پر؟! جبکہ بات کہاں پر ہو رہی ہے؟ میدان جنگ میں:

(۱) کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو قتال نہیں چاہتے اُن کا ذرا خیال رکھنا۔

(۲) کچھ اور لوگ ہیں جو آپ سے امن چاہتے ہیں اپنی قوم سے بھی امن چاہتے ہیں اُن سے بھی شرمندہ ہیں وہ بھی اُن کے رشتے دار ہیں ابھی ایمان مضبوط نہیں ہوا ہے پتہ نہیں ہے تو اُن کے ساتھ کیا کرنا ہے اُن کی علامت ہے کہ فسادی ہیں یا نہیں ہیں اُن کو پہلے دیکھو، فساد میں آگے بڑھتے ہیں قتل تمہیں کرتے ہیں نہیں کرتے ہیں، یا واقعی ہاتھ روکتے ہیں۔

اگر میدان جنگ میں لڑ بھی رہے ہیں فساد بھی برپا کر رہے ہیں قتل عام بھی کر رہے ہیں پھر کہتے ہیں کہ نہیں! ہم امن چاہتے ہیں جھوٹے ہیں کہ نہیں؟ تو ان کا الگ حکم ہے۔

اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ مشرکین صرف قتال کے لیے آئے ہیں اور ان میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو نہیں چاہتا ہے تو پھر مکمل طور پر اُن کے خلاف قتال کرو جنگ کرو اور اُن کے لیے تمہارے لیے کھلی حجت اور سند ہے تو اگر قتل بھی کرو گے پھر تمہیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں تم نے قتل کیا ہے اسے۔

میں حیران ہوتا ہوں کہ بعض لوگ جو اللہ تعالیٰ کے گھر مسجد میں داخل ہو کر بم بلاسٹ کرتے ہیں اور قتل کرتے ہیں مسلمانوں کو اُن کے پاس کیا حجت ہے؟! اُن کے پاس کیا عذر ہے روز محشر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جب حساب ہو گا کہ ان مسلمانوں کا قتل کیوں کیا ہے؟! جبکہ میدان جنگ کی بات ہو رہی ہے اور وہ مسلمان نماز پڑھنے مسجد میں آئے ہیں۔

میں بات کر رہا ہوں ابھی ان آیات میں میدان جنگ کی اور مشرکین ہیں کافر ہیں تمہارے سامنے کھڑے ہیں اور یہ مسلمان ہیں مسجد میں نماز پڑھنے آئے ہیں ان کو تم نے اُڑایا ہے، اپنے سینے سے بم باندھ کر خود کش حملہ کیا ہے تو تمہارے پاس کیا حجت ہو گی کیا عذر ہو گیا ربّ کے سامنے کیا جواب دو گے تم؟! کہتے ہیں: "کیونکہ کافر کا دوست کافر ہے تو یہ بھی کافر ہیں"۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ہی آیات میں دیکھیں کہ اگر مشرکین کے ساتھ بھی کھڑے ہیں تلوار بھی ہاتھ میں ہے نماز نہیں پڑھ رہے تلوار اُٹھائی ہوئی ہے تب بھی قتل مت کرو جب تک یہ چیزیں نہ دیکھو اُن میں۔ جان لینا کوئی عام ہے بات ہے کیا سمجھتے ہیں آپ؟!

حدیث میں آیا ہے کہ ساری دنیا تباہ ہو جائے ایک مسلمان کا بھی ناجائز قتل نہ ہو، پوری دنیا چلی جائے اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں ہے لیکن ایک مسلمان کی جان اتنی قیمتی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں کہ اُسے ناجائز قتل نہ کیا جائے؛ اور یہ کلمہ پڑھنے والے مسلمان کو مسجد کے اندر نمازیوں کو اُڑا دیتے ہیں! (إنا للہ وإنا إلیہ راجعون)۔

کاش کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کو سمجھ لیتے! دیکھیں قرآن مجید پڑھتے تو ہیں کاش کہ سمجھ کر پڑھتے اور عمل کر کے پڑھتے اور دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے! ختم پر ختم کیے جا رہے ہیں ختم پر ختم کیے جا رہے ہیں!

یعنی بعض لوگوں نے جو جہاد کے دعویدار ہیں اور یہ فتنہ فساد برپا کرتے ہیں پورے تین گھنٹے قرآن مجید کی تلاوت یوں کرتا رہا (تین گھنٹے مسلسل) پھر جا کر اہل سنت میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے اور یہ کہا کہ یہ منافق ہے! تو سینہ چیر کر تم نے دیکھا ہے کہ یہ منافق ہے؟!

ایک نمازی ہے ایک متبع سنت ہے، ایک شخص تمہارے ساتھ کچھ عرصہ پہلے جہاد میں کھڑا تھا روس کے خلاف اب کیونکہ الگ الگ ہو گئے ہیں چھ ساتھ گروہ نکل آئے ہیں آپس میں قتل وغارت ہو گئی ہے اور تم نے اسے اہل سنت میں سے قتل کر دیا ہے کیونکہ وہ تمہاری بدعت کا رد کرتا ہے اس لیے اُسے قتل کر دیا ہے! اور یہ شخص تین گھنٹے کہتا ہے کہ مسلسل قرآن کی تلاوت کرتا رہا اور جوں ہی موقع ملا جا کر اُسے قتل کر دیا!

اپنے ربّ کو کیا جواب دیں گے؟! یہ قرآن واللہ! حجت قائم کرے گا قیامت کے دن۔

حدیث میں کیا آیا ہے؟ قرآن یا تمہارے لیے حجت ہے یا وہ تمہارے اوپر حجت ہے۔

جب تمہارے اوپر حجت ہے؟ جب پڑھو گے اور عمل نہیں کرو گے اُس کے خلاف جا کر عمل کرو گے۔

اور سب سے پہلا جو حساب ہو گا پتہ ہے الدماء میں کس چیز کا حساب ہو گا؟ قتل کا پتہ ہے!

"الدماء": حساب حقوق العباد میں جو سب سے پہلا سوال ہو گا وہ کس چیز کے بارے میں ہو گا؟ قتل کے بارے میں ہو گا۔

ابھی آئے گا ان شاء اللہ اگلی آیات میں اب کیونکہ قتل کی بات آئی ہے تو اگلی آیات میں یا اگلے درس میں بیان کریں گے کہ قتل خطاء ہوتا ہے "قتل بالخطأ" اس کا کیا حکم ہے، جب جان بوجھ کر قتل کرتا ہے ایک مسلمان کو یا ایک بندے کو اس کی کیا سزا ہے یہ ان شاء اللہ اگلے درس میں بیان کریں گے (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے، آمین)، واللہ أعلم۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

سوال اور جواب

سوال: اگر کوئی شخص سلام کا جواب نہیں دے؟

جواب: کوئی شخص سلام کا جواب نہیں دیتا (اگر اُس نے سنا ہے جان بوجھ کر جواب نہیں دیتا ہے) اور بغیر عذر شرعی کے نہیں دیتا ہے تو وہ گناہگار ہے گناہ ہے کیونکہ ردّ واجب ہے۔ یہ عجیب بات دیکھیں ذرا پیاری بات کہ سلام کی ابتداء سنت ہے سلام کا جواب بالمثل واجب ہے اُس سے افضل مستحب سنت ہے (آئی سمجھ؟!) اگر نہیں دیتا تو پھر گناہگار ہے۔

سوال: گناہ ہے کبیرہ ہے یا صغیرہ ہے؟

جواب: یہ کرنا چاہیے کہ کون سا گناہ ہے ویسے میں کہہ رہا ہوں بھائی پریشان ہو گئے کہ گناہ ہے تو کیا ہے؟! کیونکہ عام طور پر گناہ ہی کافی ہے اگر ترازو میں ہے، اور کبیرہ ہے یا صغیرہ ہے تو پھر صغائر میں شامل ہے۔

سوال: یہ جو آیت ابھی ہم پڑھ رہے تھے میرا سوال یہ ہے کہ ان آیات کا نزول دوران جنگ ہوا ہے یا جنگ سے پہلے ہوا ہے یا جنگ کے بعد ہوا ہے؟

جواب: یہ مختلف آیات ہیں سب اپنی جگہ پر نہیں ہیں، جو جنگ اُحد میں تھا یہ اُس وقت تھا جب اختلاف ہو گیا ہے جنگ ختم ہو گئی نا تو اللہ تعالی نے فرمایا کیوں تمہیں اختلاف ہے کیونکہ قتل کرنا چاہتے ہو؟ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اس وقت منع کر دیا تھا کہ قتل نہیں کرنا ان کو ۔ دیکھیں جنگ اُحد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ تھے جب دو فریقین ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ کر دیا کہ ان کو قتل نہیں کرنا، پھر اللہ تعالی نے یہ پیغام بھیجا کہ آپس میں اختلاف کیا کیوں تھا تم لوگوں نے؟ اختلاف کس لیے تھا؟ واقعہ ہونے کے بعد۔

سوال: بھائی کا یہ سوال ہے کہ ہمارے رشتہ داروں میں کچھ ایسے ہیں جو شرک کرتے ہیں اور ہم جانتے بھی ہیں کہ وہ شرک کرتے ہیں ہم جب ملتے ہیں سلام کہتے ہیں اُن کو وہ جواب بھی دیتے ہیں، اُن کے لیے دعائیں بھی کرتے ہیں ہدایت کی دعا بھی کرتے ہیں زندگی میں آسانی کی دعا بھی کرتے ہیں لیکن جب وہ مر جاتے ہیں تو ہم اُن کے لیے ان کے جنازے پر شریک نہیں ہوتے اور نہ ہی اُن کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں؟

جواب: دیکھیں یہ معاملہ جو ہے اس میں دو چیزیں ہیں، ایک ہے کیا وہ مشرک ہے کہ نہیں ہے؟

(۱) اگر اس پر کوئی حجت قائم ہو چکی ہو تو پھر سلام بھی نہیں کر سکتے نماز جنازہ بھی نہیں پڑھیں گے اور اس کے لیے دعائے مغفرت بھی نہیں کریں گے مرنے کے بعد۔

(۲) اگر حجت قائم نہیں ہوئی ہے جیسا کہ بھائی کا سوال ہے کہ حجت قائم نہیں ہوئی اس کے اوپر اب ایسی صورت میں ہم سلام تو کرتے ہیں اور دعا بھی کرتے ہیں اس کی زندگی میں لیکن وفات کے وقت ہم جنازے میں شریک نہیں ہوتے اور دعائے مغفرت بھی نہیں کرتے ہم (ہم سے مراد جو طلاب علم ہیں عوام الناس تو جاتے ہیں کوئی حرج نہیں ہے) اگر آپ کا بھی ایسا موقع ہو آپ چلے گئے وہاں پر آپ نماز جنازہ میں شریک ہو سکتے ہیں کیونکہ اس کا شرک جو کفر ہے اس پر حجت قائم نہیں ہوئی تو مسلمان تو ہے وہ (کافر کون ہے دعائے مغفرت کس کی نہیں کی جاتی ہے؟ نماز جنازہ کس کا نہیں پڑھا جاتا ہے؟ جو مشرک اور کافر ہو اس کا ثبوت مل گیا ہو اور حجت قائم ہو گئی ہو) ایسی صورت میں وہ مشرک تو نہیں ہے حجت قائم نہیں ہوئی۔

سوال: طلاب علم کیوں نہیں کرتے منع کس کو کیا گیا ہے؟

جواب: عالم اور طلاب علم کیونکہ وہ قدوۃ ہیں دوسروں کے لیے اگر وہ بھی شامل ہو جائیں نماز جنازہ میں دعائے مغفرت کریں تو پھر لوگوں کے لیے دروازہ کھل جائے گا سب جو اہل سنت ہیں وہ یہ کام کریں گے اس لیے علماء اس سے منع کرتے ہیں، جو طلاب علم معروف ہیں اپنی دعوت میں

خاص طور پر جو دعوت کے کام سے منسلک ہیں وہ نہیں کرتے اس طریقے سے۔اگر کوئی شخص نماز جنازہ میں جانا چاہتا ہے اور اس پر حجت قائم نہیں ہوئی کوئی ایسا شخص جو شرک کرتا ہے دنیا میں دعائے مغفرت بھی کر سکتا ہے نماز جنازہ بھی پڑھ سکتا ہے اس اعتبار سے۔

آپ نہیں کریں علماء ہیں علماء حجت کریں گے،اگر آپ کے پاس علم بھی ہے ور آپ کو پتہ ہے کہ شبہات کا انکار کیسے کیا جاتا ہے کیونکہ اس کے بعد اُس نے فتویٰ لگانا ہے کفر کا اس کے اوپر،اگر آپ نے طالب علم نے کسی پر حجت قائم کر دی ہے آپ کو پتہ ہے حجت قائم ہو چکی ہے اب آپ کے لیے جائز نہیں کہ سلام کریں آپ کے لیے جائز نہیں کہ آپ نماز جنازہ پڑھیں،آپ کے لیے جائز نہیں ہے کہ آپ دعائے مغفرت کریں آپ نے حجت قائم کر دی ہے اگر آپ اس قابل ہیں۔لیکن کیا واقعی آپ نے حجت قائم کی ہے ؟ہو سکتا ہے کہ آپ سے کوئی کوتاہی غلطی ہو گئی ہو ہو سکتا ہے آپ کے طریقہ انداز سے وہ ہٹ دھرم ہو گیا ہو کیونکہ بعض اوقات جو بات کرتے ہیں وہ ان کا اپنا انداز ہی غلط ہوتا ہے یا انفارمیشن (Information)ہی غلط ہوتی ہے یا ادھوری انفارمیشن (Information)ہوتی ہے پورا علم ہوتا نہیں ہے تو بناتے بناتے بگاڑ دیتے ہیں تو پورا اس کو دیکھا جائے۔اس لیے علماء کیوں کہتے ہیں کہ علماء کی طرف رجوع کرتے ہیں اور علماء حجت قائم کرتے ہیں ؟اُن کو پتہ ہوتا ہے علم بھی ہوتا ہے اور حکمت بھی ہوتی شبہے کا ازالہ بھی ہوتا ہے اُن کے پاس پورا ساز و سامان ہوتا ہے وہ آسانی سے جواب دے سکتے ہیں،اگر آپ میں یہ صلاحیت ہے حجت قائم کر سکتے ہیں تو آپ کے لیے پھر یہ حکم ہو گا کسی اور کے لیے نہیں۔

سوال: روکنا ہے ؟

جواب: نہیں! روکنا اور چیز ہے حجت اور چیز ہے۔میں سمپل بات بتا رہا ہوں کہ حجت قائم ہو گئی ہے یا نہیں ہوئی ہے :

(۱)اگر آپ سے حجت قائم ہو گئی ہے تو آپ کے لیے حکم ہے اُس کے ساتھ اب کافروں والا تعلق قائم کریں گے آپ،اگر حجت قائم نہیں ہوئی پھر ہے تو مسلمان وہ۔تو دیکھیں نا تکفیر کا معاملہ بڑا سنجیدہ اور بڑا نازک معاملہ ہے اگر حجت قائم ہو گئی ہے آپ سمجھتے ہیں میں نے حجت قائم کر دی ہے اب آپ کا تعلق اُس کے ساتھ ویسا ہو گا جیسے کافر سے تعلق ہوتا ہے مسلمان سے نہیں(سمجھی میری بات)اس اعتبار سے۔

(۲)اگر آپ نے حجت قائم نہیں کی ابھی کچھ باقی ہے وہ پہلے مر گیا ہے(حجت قائم نہیں ہوئی ابھی بات چل رہی ہے پہلے مر گیا ہے حجت تو قائم نہیں اُس پر نا)تو فرق ہے اقامۃالحجۃ یا کوشش کرنا اُس کے بات کرنا اُس سے افہام و تفہیم سے بات چل رہی ہے۔

یہ فرق ہے دونوں میں(واللہ اُعلم)۔

سوال: شیخ صاحب یہ کیسے پتہ چلے گا کہ حجت قائم ہو گی یا نہیں ہو گی ؟اس کے ضوابط کیا ہیں ؟

جواب: ضوابط یہی ہے کہ آخر میں بات ہو گی،وہ کہتا ہے کہ نہیں! جو تم نے کہا ہے غلط ہے میں حق پر ہوں اور تمہارے سارے دلائل کو چھوڑ دیا اُس نے،دلائل بے شک ہیں دیکھیں میں بتا رہا ہوں کہ یہ حجت قائم کر کون رہا ہے۔

اس لیے علماء کی طرف کیوں ہمیشہ معاملہ چلا جاتا ہے ؟کیونکہ علماء جب فیصلہ کر دیتے ہیں کہ حجت قائم ہو چکی ہے تو اب کوئی اس پر بات نہیں کر سکتا۔اب اُس نے کوئی بات کی ہے آپ نے دیکھا ہے کہ اُس میں یہ چیز رہ گئی تھی وہ بھی طالب علم ہے آپ بھی طالب علم ہے ہیں "یہ بات کی تھی؟ نہیں! یہ بات نہیں کی میں نے"؛ پھر کیسے آپ نے حجت قائم کی ہے ؟!

تو کہیں پر خلل پڑ جاتا ہے اُس خلل سے بچنے کے لیے آپ بات ہی نہ کریں آپ چھوڑ دیں اُس کو اپنے حال پر نصیحت کا دروازہ کھلا ہے نصیحت کرتے جائیں اور حجت کے لیے علماء کی طرف رجوع کریں آپ اس کو لے کر جائیں ایک عالم کے پاس آپ کہیں کہ دیکھیں شیخ صاحب یہ بندہ جو ہے میرا رشتے دار ہے اس کا یہ عقیدہ ہے میں نے اُس سے بات کی ہے یہ سمجھ نہیں پارہا آپ سمجھا دیجیے؛ اب وہ بٹھائے گا کہے گا کہ دیکھو تم پر حجت قائم ہو رہی ہے نہیں مانو گے تو تم پر کفر کا فتویٰ لگے گا؛ حجت میں یہ واضح ہے۔ استبانہ کیوں کہتے ہیں؟ واضح پیغام ہوتا ہے بتایا جاتا ہے کہ تم پر حجت قائم کی جارہی ہے عام بات نہیں ہو رہی پہلے آپ کا دوست تھا رشتے دار تھا یہ عام بات تھی اب تم پر فتویٰ لگے گا؛ وہ بندہ سنبھل جائے گا سوچے گا غور و فکر کرے گا واپس جائے گا اپنے کسی اور سے پوچھے گا آخر میں فیصلہ کرے گا کہ اُس نے کس طرف جانا ہے۔

تو یہ فرق ہے دونوں میں (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 004-18: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:86-91) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio